Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۷/۴۲ | منگل - ۱۰ ر شوال ۱۴۱۲ھ - ۱۴ ر شہادت ۱۳۷۱ ہش - ۱۴ ر اپریل ۱۹۹۲ء | نمبر ۸۷

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ - ۱۳ ر اپریل - مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی فضل عمر ہسپتال نے آج سوا بارہ بجے بعد دوپہر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے متعلق مندرجہ ذیل رپورٹ بھجوائی ہے

"ہچکی ابھی تک وقفہ وقفہ سے ہو رہی ہے - دل کی حالت اللہ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ محترم صاحبزادہ صاحب کی صحتِ کاملہ اور درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حکومتِ ہندوستان نے اجازت دی تو ہندوستان کیلئے عالمی وقف کی تحریک کروں گا

وقفِ جدید کے چندے کے بارے میں ہندوستان کی جماعتوں کو از سرِ نو اپنا جائزہ لینا چاہیئے

بہتر انتظامات کے ساتھ قادیان کے جامعہ کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے

ایسی مالی قربانی کریں جس کے نتیجے میں آپ خدا کے پیارے بنیں اور وہ آپ کا نگہدار ہو جائے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۷ ر فتح ۱۳۷۰ ہش (۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء) بمقام قادیان دارالامان

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :-

وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان

"آج سے ۳۴ سال پہلے دسمبر کی ۲۷ تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا جب حضرت (فضلِ عمر - اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے پہلی بار وقفِ جدید کی بناء ڈالی اور اس کا اس خطبہ میں اعلان کیا۔ آج ۳۴ سال کے بعد پھر دسمبر کی ۲۷ تاریخ ہے اور جمعہ کا دن ہے۔ اور مجھے وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان کی توفیق مل رہی ہے۔

یہ بھی ان اتفاقات کے سلسلہ میں سے ایک حسن اتفاق ہے جو اس سال بہت اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اتنے کہ اتفاقات پر سے ایمان اُٹھ گیا ہے اور یوں لگتا ہے کہ اتفاق کی بات نہیں۔ یہ تقدیرِ الٰہی ہے جو جاری ہے، ورنہ اتفاق سے ایک اتفاق ہو جائے، دو ہو جائیں، تین ہو جائیں، یہ کیا کہ اتفاقات کا مسلسل سلسلہ جاری ہو اور ہر اتفاق حسن اتفاق ہو۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کی خصوصیات میں سے حسنِ اتفاق کے ایک مجموعہ کا اس طرح ظہور ہونا بھی شامل ہے یعنی ہر اتفاق اپنی ذات میں ایمان افروز لیکن ان کا گلدستہ بہت ہی دیدہ زیب دکھائی دیتا ہے۔

وقفِ جدید سے متعلق جب حضرت (فضلِ عمر) نے پہلا اعلان کیا تو بہت ہی احتیاط کے ساتھ بہت معمولی چندے کی تحریک فرمائی اور اُسے بہت آسان کر کے جماعت کو دکھایا۔ چند ہزار روپے کی تحریک تھی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس سلسلہ میں چونکہ بہت سے زمیندار زمین کے کچھ ٹکڑے وقف کریں گے اور معلّمین کو جن کو ہم بہت تھوڑا گزارا دیں گے ان زمینوں سے کچھ زائد آمدنی کی صورت پیدا ہو جائے گی اس لئے مالی لحاظ سے اتنے فکر کی بات نہیں۔

اس تحریک کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جتنی توقع حضرت (فضلِ عمر) نے ظاہر فرمائی تھی اس سے زیادہ کے وعدے جماعت نے پیش کئے اور جتنے مراکز کا شروع میں اعلان فرمایا تھا کہ وقفِ جدید کے معلّم وہاں جا کر بیٹھیں گے۔ اس سے زیادہ مراکز کا سامان مہیّا ہو گا۔ اس تحریک کے وقت حضرت (فضلِ عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے ایک ایسی بات کہی جس کو میری ایک والدہ نے بڑے تعجب سے دیکھا اور بعد میں مجھے بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت (فضلِ عمر) نے اس تحریک کے اعلان کا فیصلہ کیا تو ساتھ مجھے بتایا کہ اس میں مجلس کے ممبر کے طور پر میں نے سب سے پہلا نام طاہر کا لکھا ہے۔ پس آج جب میں اس خطبہ کے لئے آ رہا تھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ بھی شاید اللہ کی کسی تقدیر کے نتیجہ میں تھا کہ وقفِ جدید کی مجلس میں حضرت (فضلِ عمر) نے جو پہلا نام اپنے ہاتھ سے لکھا تو وقفِ جدید کے ۳۴ سال کے بعد لیکن تقسیم کے بعد (امام جماعت) کے تعلق سے یہاں خطبات کا جو انقطاع ہوا تھا اس کے ۴۵ سال کے بعد آج قادیان میں ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ کے جمعہ میں مجھے ہی وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان کی توفیق مل رہی ہے۔

ہندوستان میں وقفِ جدید کی اہمیت

ہندوستان میں وقفِ جدید کی تحریک کچھ کمزور حالت میں پائی جاتی تھی کیونکہ وقفِ جدید کے چندے کی طرف ہندوستان کی جماعتوں میں دلچسپی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ابھی تک وہ کمزوری جاری ہے اور بمشکل ۵ لاکھ کے قریب یا کم و بیش اتنی ہی وصولی ہوتی ہے حالانکہ ہندوستان میں وقفِ جدید کی غیر معمولی اہمیت سمجھی جانی چاہیئے۔ یہ وہ تحریک ہے جس کے ذریعہ تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کے علاقوں میں کم سے کم خرچ پر جماعت احمدیہ کا مؤثر رنگ میں پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ حضرت (فضل عمر) کے ذہن میں جو نقشہ تھا وہ کچھ اسی قسم کا تھا جیسا کہ میں نے اپنی کل کی تقریر میں ذکر کیا تھا کہ کچھ درویش صفت لوگ جن کی ضروریات زیادہ نہ ہوں خدا کے نام پر کسی ایک جگہ جا کر بیٹھ رہیں اور وہاں دھونی رما لیں اور ارد گرد (دعوت الی اللہ) کا کام کریں اور جماعتیں ہوں تو وہاں ان کی تربیت کا کام بھی سنبھالیں۔ یہ وہ طریقِ کار ہے جس کے ذریعہ ہم آسانی کے ساتھ ملک کے گوشے گوشے میں (دعوت الی اللہ) کا سامان مہیا کر سکتے ہیں۔

ہندوستان میں جماعت کی عمومی تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ اگر ہم بڑے بڑے علماء تیار کر کے ہندوستان کو پیغام دینا چاہیں تو اس کے لئے بہت لمبے انتظار کی ضرورت ہوگی۔ وقفِ جدید کی طرف سے اگرچہ ہم معلمین کو باقاعدہ تعلیم بھی دیتے ہیں لیکن اس جدید تحریک کی روایات یہ ہیں کہ اگر ضرورت پیش آئے تو تعلیم کے فقدان کی پرواہ نہ کی جائے اخلاص کو دیکھا جائے اور اگر واقعۃً کوئی معمولی تعلیم والا شخص بھی اخلاص میں بڑھا ہوا ہو، تقویٰ کے لحاظ سے اس کا معیار اونچا ہو تو اس کو بھی وقفِ جدید میں شامل کر لیا جائے۔ شروع میں یہی طریق تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ پھر معیارِ تعلیم کو بڑھایا جانے لگا اور وقفِ جدید میں داخلہ کے لئے کم سے کم میٹرک کو معیار قرار دیا گیا۔ رفتہ رفتہ تعلیم میں اور بھی اضافے ہوئے اور اب پاکستان میں صورتحال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جتنے بھی معلمین ہیں ان کی ٹھوس تعلیم کا اگر مکمل نہیں تو کسی حد تک انتظام کیا جاتا ہے۔ یہی صورت اس وقت ہندوستان میں رائج ہے۔ لیکن آغاز میں وقفِ جدید کی جو روح تھی وہ وہی تھی جس کو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ اگر وقت کا تقاضا ہو تو تعلیم کو بے شک نظر انداز کر دو، اخلاص اور تقویٰ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے واقفین کا انتخاب کرو۔ اور جہاں ضرورت ہے اس ضرورت کو پورا کرو۔

دعوت الی اللہ کیلئے تقویٰ اور کسی حد تک دینی تعلیم کی ضرورت

میں سمجھتا ہوں کہ آج ایسا ہی وقت ہے کہ ہمیں تعلیم کے لمبے جھگڑوں کو نظر انداز کرنا ہوگا اور جب ہم یہ کہتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں معاً وقفِ جدید کے معلمین کی دو شکلیں سامنے آتی ہیں۔ اوّل وہ جو محض (دعوت الی اللہ) کے (۔) لئے دنیا میں نکل کھڑے ہوں اور ان کی تعلیم خواہ کیسی بھی کیوں نہ ہو وہ تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہوں۔ تقویٰ کا زادِ راہ رکھتے ہوں تو ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ان کی (دعوت الی اللہ) کو بہت پھل لگیں گے۔ ایک دوسری نوع کے معلمین وہ ہوں گے جن کو لازماً کم سے کم بنیادی تعلیم دینی ہوگی کیونکہ ان کا زیادہ تر کام جماعتوں کی تربیت ہوگا۔ پس دو قسم کے معلمین کی ہمیں اس وقت ہندوستان میں شدید ضرورت ہے۔ ایک وہ جو پیغامِ حق پہنچائیں خواہ کسی تعلیم کے ہوں۔ کسی طبقۂ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں شرط صرف یہ ہے کہ وقف کی روح رکھتے ہوں۔ ایک ولولہ رکھتے ہوں۔ ایک جوش رکھتے ہوں کہ آج میدانِ خدمت نے ہمیں آواز دی ہے ہم ضرور لبیک کہیں گے۔ اس جذبہ کے ساتھ وہ میدان میں نکل کھڑے ہوں اور ہر میدان کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں سر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسرے معلمین تربیت کی خاطر تیار ہوتے ضروری ہیں اور انہیں کچھ علمی ہتھیار سے مرصع کرنا (۔) ضروری ہے (۔)۔

ہندوستان میں ضروریات اس تیزی سے بڑھ رہی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی جماعتوں سے شاید اتنے احباب نہ مل سکیں۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر میں نے قادیان کو ہدایت کی تھی کہ وہ ہندوستان کی حکومت سے درخواست کریں کہ جس طرح دوسرے ممالک میں جماعت احمدیہ کو اپنے (مربیان) بھجوانے کی اجازت ہوتی ہے اس طرح ہندوستان بھی ہمیں باہر سے (مربیان) بھجوانے کی اجازت دے۔ اس سلسلہ میں گفت و شنید ابھی کسی آخری مرحلے پر نہیں پہنچی لیکن اگر ہندوستان کی حکومت وسیع حوصلہ دکھائے اور جیسا کہ دنیا کے تمام ممالک خدمتِ دین کرنے کے لئے آنے والوں کی درخواستوں پر ہمدردی سے غور کرتے ہیں اور انہیں اجازت دیتے ہیں جیسے ہندوستان میں کثرت سے یورپ اور امریکہ سے عیسائی مبلغ اور مناد پہنچتے رہے اور آج بھی شاید ان کو اجازت دی جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ (احمدی مربیان) کو جو خالصۃً اللہ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے امن کو پھیلانے کے لئے، خدا کی محبت کو فروغ دینے کے لئے سچائی کا پیغام لے کر یہاں پہنچیں ان کی راہ روک دی جائے۔ بہر حال اگر حکومتِ ہندوستان نے ہمدردانہ غور کرتے ہوئے جماعت کو اجازت دی تو میں ہندوستان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک عالمی وقف کی تحریک کروں گا تاکہ دوسرے ملکوں سے بھی لوگ یہاں پہنچیں اور آپ کے وقت کے تقاضوں پر لبیک کہیں۔ اگر یہ اجازت نہ مل سکی تو پھر آپ کو لازماً اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرنا ہوگی۔

سکم، بھوٹان اور نیپال میں مذہب کی پیاس

اس وقت جو میدان ہمارے سامنے ہیں ان میں بعض نئے ممالک بھی ہیں جن کا بظاہر تحریک جدید سے تعلق ہے لیکن کام کی نوعیت وقفِ جدید والی ہی ہے۔ مثلاً سکم ہے، بھوٹان ہے، نیپال ہے۔ وہاں جہاں جہاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے (مربیان) پہنچے ہیں انہوں نے زمین کو پیاسی دیکھا۔ جو پیاسی بھی تھی اور سیراب ہونے کی خواہش بھی رکھتی تھی ورنہ انسانی تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ جب تمثیلی طور پر انسان کا ذکر زمینوں کی صورت میں کیا جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ پیاسی زمینیں پانی کی طلب بھی رکھتی ہوں۔ پانی آئے تو اسے رد بھی کر دیتی ہیں لیکن بھوٹان، سکم اور نیپال میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ طبعی فطری رجحانات پائے جاتے ہیں اور صرف ایک مذہب کی طرف سے پیاس کا اظہار نہیں بلکہ وہاں جتنے مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ان سب میں ہی ایک طلب ہے اور ایک تلاش ہے چنانچہ اب تک ہمارے معمولی تعلیم یافتہ معلمین نے جتنا بھی کام کیا ہے خدا کے فضل سے اس کی توقع سے بہت بہتر نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمیں پھر لازماً ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے آپ سے مزید واقفین طلب کرنے ہوں گے۔

جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ واقفین کا تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب قادیان میں جگہ کی اتنی سہولت مہیا ہو چکی ہے اور اس جلسہ کے اثر سے بعض دوسری جماعتوں نے بھی مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کے خرچ پر ان کی طرف سے خصوصیت سے ساتھ ان کے علاقوں سے آنے والوں کے لئے بھی یہاں مہمانخانے تعمیر کئے جائیں۔ پس وہ جو دقت تھی کہ طلباء کو کہاں پڑھایا جائے کہاں جامعہ بنایا جائے۔ یہ دقت تو عملاً دور ہو چکی ہے اور باقی مزید دور ہو جائے گی۔

قادیان میں اعلیٰ معیار کے جامعہ کا قیام

اساتذہ کا جہاں تک تعلق ہے، میں نے غیر ممالک سے جائزہ لیا ہے اور بہت مثبت جواب پایا ہے کہ عرب جو عربی زبان کی مہارت رکھتے ہوں، ویسے تو ہر عرب کو عربی آتی ہے لیکن ہر مادری زبان بولنے والے کو اس زبان پر قدرت نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے مزید چھان بین کرنی پڑتی ہے کہ کون فصیح و بلیغ زبان جانتا ہے۔ پس ایسے عرب احمدیوں سے جو زبان پر خدا تعالیٰ کے فضل سے قدرت رکھتے ہیں جب میں نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ اپنے آپ کو وقف کر کے قادیان کے جامعہ میں پڑھانے کے لئے تیار ہوں گے تو انہوں نے خوشی سے اثبات میں جواب دیا بلکہ بہت ہی پُرخلوص جذبے کے ساتھ لبیک کہی۔

اسی طرح ایسے انگریزی دان بھی میسر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قادیان میں آکر خدمت کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے اور زبانوں میں بھی زبان سکھانے والے اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ اس پہلو سے یہاں کے جامعہ کا معیار خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت بلند کیا جا سکتا ہے۔ اہلِ زبان اپنی اپنی زبان یہاں کے طالب علموں کو سکھائیں اور قابلِ علماء جو یہاں میسر نہ ہوں تو باہر سے منگوائے جائیں۔ وہ اپنے اپنے مضمون کو اعلیٰ پیمانے پر ذہن نشین اور دلنشین کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جامعہ کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے اور جو روکیں اس وقت پاکستان میں ہمیں زچ کر رہی ہیں اور دل کو تنگ کرتی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ روکیں یہاں نہیں ہوں گی۔ پس اگر یہ ہو تو میرے ذہن میں یہ نقشہ ہے کہ ایک وسیع جامعہ بنایا جائے جس کا کام صرف اعلیٰ درجہ کے مولوی فاضل پیدا کرنا یا مولوی فاضل کے معیار سے بلند (مربی) پیدا کرنا نہ ہو بلکہ وقفِ جدید کے لئے بھی وہی کام کرے گویا شروع کے دو یا تین سال جتنی دیر میں ہم سمجھتے ہیں کہ وقفِ جدید کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مربیان) اس حد تک تیار ہو سکتے ہیں کہ وہ حوصلے اور اعتماد کے ساتھ میدانِ عمل میں جا کر خدمت بجا لاسکیں اس وقت تک ان سب کی کلاسیں اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں۔ بعد میں جو مزید ماہر علماء تیار کرنے ہوں وہ تین یا چار سال کے لئے مزید اس جامعہ میں ٹھہر کر اپنی آخری ڈگری حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر ان میں سے جو مخلصین فوری طور پر اپنے آپ کو میدانِ عمل کے لئے پیش کریں۔ اسی جامعہ میں کچھ نہ کچھ ابتدائی تربیت کے لئے ان کو چند مہینے روکنا ہوگا اور خدا کے فضل سے اسی جامعہ میں اس کا بھی بہت عمدہ انتظام ہو سکتا ہے تو تین قسم کے معلّمین اور (مربیان) یہ جامعہ تیار کرے گا۔ ایک وہ مخلصین جو فوری طور پر اپنے آپ کو میدانِ عمل میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ اس میں نہ کوئی عمر کی شرط ہوگی، نہ کوئی تعلیم کی شرط ہوگی۔ تقویٰ اور خلوص اور قربانی کا مادہ یہ دیکھے جائیں گے۔ ابتدائی طور پر ان کو نظامِ جماعت سمجھانے کے لئے (دعوت الی اللہ) کے میدان میں حکمتوں کے معاملات سمجھانے کے لئے اور عمومی طور پر ان علاقوں کے متعلق کچھ معلومات بہم پہنچانے کے لئے جن میں ان کو بھجوانا مقصود ہو۔

تقویٰ کی ظاہری علامتیں

پھر (دینِ حق) کی کم از کم وہ تعلیم عمدگی کے ساتھ ان کے ذہن نشین اور دلنشین کرنے کی خاطر جس تعلیم کے بغیر کوئی (دینِ حق کا پیروکار) روزمرہ کی زندگی میں اپنے (دینِ حق کا پیروکار) ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا وہ بھی ان کو لازماً سکھانی ہوگی۔ مثلاً نماز ہے۔ اگر کوئی بہت ہی مخلص آدمی اپنے آپ کو پیش کرے کہ میں حاضر ہوں مجھے میدانِ عمل میں جھونک دیا جائے۔ لیکن نماز صحیح نہ جانتا ہو اس کا تلفظ درست نہ ہو، اس کا ترجمہ اُسے نہ آتا ہو۔ نماز کے متعلق اس کے ارد گرد جو مسائل گھومتے ہیں ان سے ناآشنا ہو۔ وضوء کے مسائل کا نہ پتہ ہو۔ دیگر آدابِ صلوٰۃ سے ناواقف ہو تو یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ یہ متقی ہے کیونکہ تقویٰ کی کچھ ظاہری علامتیں ہوتی بھی تو ضروری ہیں۔ تقویٰ اگر کسی دل میں ہو تو وہ نماز سے محبت کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک سچّا متقی ہو اور نماز کے لئے اس کے دل میں جستجو اور تڑپ نہ ہو۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اسی قادیان کی بستی میں جب بچپن میں ہم یہاں گلیوں میں گھوما کرتے تھے تو عام سے عام انسان جسے دُنیا کی زندگی میں عام کہا جاتا ہے، ایک مزدور، ایک فقیر وہ بھی نماز کو نہ صرف اچھے تلفظ کے ساتھ ادا کر سکتا تھا بلکہ اس کے مطالب سے آگاہ تھا اور روزمرّہ کے دینی مسائل سے واقف ہوا کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں قادیان کے لوگ کچھ اور ہی مخلوق دکھائی دیتے تھے جن کا اِرد گرد کی دُنیا سے گویا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ وہ بستی تھی جہاں لوگ فقیروں کو، مانگنے والوں کو جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔ ان کی عزّت کیا کرتے تھے اور ان کے سامنے دُعا کی درخواستیں پیش کیا کرتے تھے۔ یہ وہ بستی تھی جہاں مزدور جو سٹیشن پر مزدوری کرتے تھے پانچ وقت اپنی مزدوری کو چھوڑ کر (بیت) مبارک میں حضرت (فضل عمر) کے پیچھے نماز پڑھنے کے شوق میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ اعتکاف بھی بیٹھا کرتے تھے۔ ذکرِ الٰہی میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے اور دیکھنے میں ریلوے کے ایک قلی ہی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو لوگ دُعاؤں کے لئے بھی کہتے تھے (۔) ان کی مجالس میں بیٹھنا باعثِ فخر اور باعثِ عزت سمجھتے تھے۔ یہ وہ معاشرہ تھا جس میں تقویٰ کی تعریف اپنے پورے جوبن کے ساتھ جلوے دکھا رہی تھی۔ پس جب میں نے یہ کہا کہ تقویٰ موجود ہو اور سچّا اخلاص ہو تو ہم تعلیم کی مزید پرواہ نہیں کریں گے تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ سطحی طور پر تقویٰ کو دیکھا جائے گا۔ امرِ واقعہ تو یہی ہے کہ تقویٰ کی گہرائی میں اُترنا صرف خدا کا کام ہے لیکن کسی حد تک انسانی نظر کو بھی تو جانچ کرنی پڑتی ہے۔ جس حد تک انسان کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے اس وقت تک تقویٰ کی ظاہری شرائط کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ عارضی طور پر وقف کرنے والوں کو بھی ہم فوراً بغیر کسی تحقیق کے میدانِ عمل میں نہیں جھونک سکتے۔ یہ ضرور دیکھنا ہوگا کہ اُسے (دینِ حق کے پیروکار) کی روزمرّہ کی زندگی کے ابتدائی فرائض ادا کرنے آتے ہیں کہ نہیں۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کے لئے علم کی ضرورت نہیں از خود (دینِ حق کے ہر پیروکار) کو معلوم ہونے چاہئیں اور ایک متقی کو لازماً معلوم ہوتے ہیں۔ پس ان ابتدائی مسائل سے آگاہی کی خاطر اسے ان باتوں سے بہت اچھی طرح مسلّح کرنے کی ضرورت ہے جو میدانِ عمل میں اس کے سامنے روزمرّہ پیش ہوں گی اور ان سے لاعلمی کے نتیجہ میں وہ اپنے فرائض کو کما حقّہٗ ادا نہیں کر سکے گا۔ جب وہ کسی کو (دینِ حق) کی طرف بلائے گا تو وہ پوچھے گا، نا! کہ بتاؤ (دینِ حق) کیا ہے؟ اگر محض اخلاص ہی اخلاص ہو تو وہ اُسے کیا بتائے گا (۔) آغاز میں ہم تین مہینے کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر اساتذہ مشورہ دیں تو تین مہینے کو چھ مہینے میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے یہ چھ مہینے جو ابتداء میں ہمیں کم از کم ضرورت کے معلّم پیدا کرنے کے لئے درکار ہوں گے وہ فارغ نہیں جائیں گے کیونکہ اس عرصہ میں ہمیں بہت سے انتظامی کام بھی کرنے ہیں۔ بہت سے جائزے لینے ہیں اور میدانِ عمل میں دیگر ضرورتوں کی طرف بھی توجہ کرنی ہے۔ بعض مقامی قوانین کے تقاضے بھی پورے کرنے ہیں۔ مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سِکّم، بھوٹان، نیپال وغیرہ میں خدا کے فضل سے ایک رجحان پایا جاتا ہے لیکن وہاں پر جب تک جماعت رجسٹر نہ ہو اس وقت تک (دعوت الی اللہ) کی کھلے بندوں اجازت نہیں اور معلّمین کو کافی دقّت پیش آتی ہے۔ پس جب تک ہم وہاں باقاعدہ قانون کے تقاضے پورے نہ کر لیں اس وقت تک کھلی آزادی کے ساتھ اور پورے ولولے کے ساتھ وہاں کام نہیں ہو سکتا تو اگر آج کے بعد ہم ایک مہینہ آپ کی جماعتوں تک اس پیغام کے پہنچنے اور وہاں سے جواب آنے کا رکھ لیں اور ایک دو مہینے ان خواہش مند احباب کی درخواستوں پر غور کرنے کے، ان کے حالات کی چھان بین کرنے کے اور وہاں کی جماعتوں سے رپورٹیں حاصل کرنے کے رکھ لیں تو پہلے تین مہینے تو اسی قسم کی ابتدائی تیاری کے لئے درکار ہوں گے۔ ان کے بعد پھر دوسری تیاریاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کرنی ہوں گی۔ جامعہ کی تیاریاں، اساتذہ کو حاصل کرنا، اس کے سلیبس تیار کروانا۔ نئے طرز پر جامعہ کی تعمیر کے لئے بڑی محنت درکار ہوگی۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم تین مہینے اور چاہئیں ہوں گے تو جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چھ مہینے کے لئے بعد میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے تعلیم شروع کریں تو ایک سال کے بعد پہلا پھل لگے گا۔ اگرچہ ہماری خواہش کے مطالبے اور ہیں اور صبر کے تقاضے اور ہیں لیکن لازماً آخر صبر کے تقاضے جیت ہی جاتے ہیں ہمیں صبر سے کام لینا ہوگا۔ ایک سال کا انتظار تو ہمارے لئے بہرحال مقدّر ہے۔ اس لئے پہلے سال کے بعد (اللہ نے چاہا تو) پھر ہر سال یا اگر چھوٹی کلاس ہو تو تین تین، چھ چھ مہینے کے بعد معلّمین کے نئے وفود تیار ہوتے چلے جائیں گے، نئے گروہ تیار ہوں گے جن کو ہم حسبِ حالات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے شمال و جنوب میں پھیلا سکتے ہیں۔

وقفِ جدید کی تحریک کا اس طرزِ (دعوت الی اللہ) سے گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ حضرت (فضل عمر) کے ذہن میں جو طرزِ (دعوت الی اللہ) تھی یا طرزِ تربیت تھی یہ وہی ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ آپ کے پیشِ نظر کوئی بہت زیادہ رسمی سخت مزاج کی تنظیم نہیں تھی۔ ایسی تنظیم تھی جس میں لوچ ہو جس میں تقاضوں کے مطابق ڈھلنے کی صلاحیت ہو۔ اونچ نیچ کے لئے اس میں گنجائش موجود ہو۔ پس ہندوستان کی وقفِ جدید کو بھی اسی نہج پر کام کرنا ہوگا اور اللہ کے فضل سے کسی حد تک یہ کام ہو رہا ہے لیکن جہاں تک مقامی ضروریات کا تعلق ہے پانچ لاکھ کی رقم تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ چنانچہ چند سال پہلے میں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے پہلی مرتبہ وقفِ جدید کے چندہ کے نظام کو بین الاقوامی بالکل عالمی بنا دیا۔ پہلے وقفِ جدید کے متعلق یہ خیال تھا کہ برصغیر ہند و پاکستان کی حدود میں محدود ہے اور صرف پاکستان ہی سے چندہ وصول کیا جائے یا صرف ہندوستان ہی سے چندہ وصول کیا جائے اور اس میں ایک اضافہ بنگلہ دیش کا بھی کر لیں۔ اُن دنوں میں وہ چونکہ مشرقی پاکستان تھا اس لئے اس وقت دو ہی ملک پیشِ نظر تھے مگر بنگلہ دیش بھی اس گروہ میں شامل ہے۔ چند سال پہلے خصوصیت سے ہندوستان کی ضروریات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے میں نے وقفِ جدید کے چندہ کی عالمی تحریک کی اور تمام دُنیا کی جماعتوں سے یہ درخواست کی کہ پاکستان اور ہندوستان کی سرزمین وہ ہے جہاں سے کبھی خالصۃً آپ تک (دینِ حق) کا پیغام پہنچانے کے لئے وہاں کے باشندگان مسلسل قربانی کیا کرتے تھے اور کبھی کسی ذہن میں یا ذہن کے کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشے میں بھی یہ خیال نہیں گزرا کہ چندہ تو ہم اکٹھا کر رہے ہیں لیکن خرچ دوسرے ملکوں میں ہو رہا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے باشندوں نے ایک لمبے عرصہ تک کلیۃً اللہ کی خاطر اور تمام نفسانی اغراض سے پاک ہو کر تمام دُنیا میں (دینِ حق) کا پیغام پہنچانے کے لئے مالی قربانیاں بھی دیں اور جانی قربانیاں بھی دیں۔ چنانچہ میں نے باقی ملکوں کو سمجھایا کہ یہ تو ایک ایسا احسان ہے جو آپ عمر بھر اور نسلاً بعد نسلٍ بھی اُتارنے کی کوشش کرتے رہیں تو دُعا کے سوا اُتر نہیں سکتا مگر ظاہری طور پر اگر یہ احسان اتارنا چاہتے ہیں تو ایک صورت یہ ہے کہ آپ ایک ایسی تحریک میں شامل ہو جائیں جس کا خرچ آپ کے ملک میں نہیں ہوگا بلکہ ہندوستان اور پاکستان اور بنگلہ دیش میں ہوا کرے گا۔ چنانچہ اس طرح آپ "اظہارِ تشکر" بھی کر سکتے ہیں اور آپ کے دل احسان کے بوجھ سے ہلکا محسوس کریں گے۔

وقفِ جدید کے چندے پر دیگر ممالک کا لبیک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک پر بہت ہی شاندار لبیک کہا گیا اور بڑے بڑے ممالک نے جن میں یورپ کے ممالک میں سے جرمنی ہے اور یونائیٹڈ کنگڈم (برطانیہ) ہے اور دوسرے مغرب کے ممالک میں سے کینیڈا ہے اور امریکہ ہے۔ اسی طرح انڈونیشیا اور دیگر مشرقی ممالک نے بھی بڑی ہی خوش دلی کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ لبیک کہا اور اس کے نتیجہ میں ہماری بہت سی مالی دقتیں دُور ہو گئیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ دیگر ممالک تو مسلسل قربانی میں آگے بڑھ رہے ہیں اور آغاز میں جتنے انہوں نے وعدے کئے تھے اور جتنی ادائیگی کی تھی اس کے مقابل پر اب ان کے وعدے اور ادائیگی کئی گنا بڑھ چکی ہے لیکن ہندوستان کے وقفِ جدید کا وہی حال ہے۔ جس رفتار سے پہلے قدم اُٹھا رہی تھی بعینہٖ اسی رفتار سے اب قدم اٹھا رہی ہے۔ شاید اس میں کچھ قصور بیرونی قربانی کرنے والوں کا ان معنوں میں ہو کہ یہاں کے کارکنوں نے سمجھ لیا کہ خدا کے فضل سے پیسے تو باہر سے آ ہی جاتے ہیں، ضرورتیں تو پوری ہو ہی جاتی ہیں ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کوشش کریں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اور چٹھیاں لکھیں اور جماعتوں کو احساس دلائیں کہ تم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ بعض دفعہ بیرونی مدد اس قسم کی کمزوری بھی پیدا کر دیا کرتی ہے۔ تو ایک بات تو میں آج آپ سے یہ کہنی چاہتا ہوں کہ دین کی خاطر قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی پر ذاتی احسان نہیں ہے۔ یہ نہیں میں کہہ رہا کہ واقعۃً آپ پر وہ قومیں احسان کر رہی ہیں۔ یہ لفظ تو محاورے کے طور پر استعمال ہوتا ہے عملاً جو بھی چندہ دیتا ہے لِلّٰہ دیتا ہے اللہ کی رضا کی خاطر دیتا ہے۔ اس لئے احسان کے مضمون کو کچھ دیر بھول جائیے لیکن انسانی غیرت اور حمیّت کے مضمون کو ضرور یاد رکھیں۔ ایک (صاحبِ ایمان) حتی المقدور ضرور یہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ ایک (صاحبِ ایمان) حتی المقدور ضرور یہ کوشش کرتا ہے کہ اپنی اور اپنی علاقائی ضرورتوں کو وہ خود پورا کر سکے اور ہر معنی میں یعنی لطیف تر معنے میں بھی فیض رساں ہو فیض قبول کرنے والا نہ ہو۔ پس ذاتی طور پر تو ہندوستان کو جہاں بیرونی دُنیا سے کوئی بھی زیرِ احسان نہیں کرتا جب وہ (امام جماعت) کی تحریک پر وقفِ جدید کی مَد میں قربانی کرتا ہے لیکن ہندوستان میں یہ احساس پیدا ہونا ضروری ہے کہ ہم وہ ملک ہیں جہاں احمدیت کا سوتا پھوٹا ہے۔ جہاں آسمان سے احمدیت کا نور نازل ہوا ہے۔ ایک لمبے عرصہ تک ہمیں یہ سعادت ملی کہ ہمارا فیض ساری دُنیا کو پہنچتا رہا۔ مشرق کو بھی پہنچا، مغرب کو بھی پہنچا، کالوں کو بھی پہنچا، گوروں کو بھی پہنچا۔ ایک ہندوستان ہی تھا جو افریقہ کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا، امریکہ کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا، یورپ کے ممالک کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا اور مشرقِ بعید کے ممالک کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا۔ کبھی کسی ہندوستانی احمدی کے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ وہ دوسروں پر احسان کرتا ہے اُس کے لئے یہ سعادت تھی اور اس سعادت کے نتیجہ میں تکبّر کے نتیجہ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد رکھتے ہوئے اس کا سر اُونچا ہوتا تھا۔ سر کا اُونچا ہونا بھی مختلف وجوہ سے ہو سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ سر کا اونچا ہونا لازماً "تکبّر" کی علامت نہیں ہے بعض دفعہ نیک مقاصد کے لئے بھی سر بلند کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احسان کے تابع جہاں سر جھکتے ہیں وہاں سر بلند بھی ہوا کرتے ہیں۔ پس ان معنوں میں ہندوستان کی جماعتوں کا سر بہت بلند تھا لیکن رفتہ رفتہ تقسیم کے بعد جو کمزوریاں پیدا ہونی شروع ہوئیں ان میں ایک مصیبت یہ آپڑی کہ دوسروں پر انحصار کا رجحان پیدا ہو گیا اور ہندوستان یہ بھول گیا کہ وہ تو ایک فیض رساں ملک تھا اور فیض رساں ملک کے طور پر بنایا گیا تھا۔ اس مقصد کے لئے خدا نے اُسے چنا تھا کہ اس کا فیض ساری دُنیا میں پھیلے۔

پس اس نقطۂ نگاہ سے ہندوستان کی جماعتوں کو اپنے حالات کا ازسرِ نو جائزہ لینا چاہیئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں جماعت کے لوگ مالی قربانی میں پیچھے ہیں اور فلاں کے آگے ہیں لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ضروریات کے لئے استطاعت ضرور بخشی ہے۔ آپ میں جتنے مخلصین کام کے لئے آگے آ سکتے ہیں ان کا آپ کی تعداد سے ایک تناسب ہے اور ہر قوم میں یہ تناسب موجود ہوتا ہے۔ پس جتنے مخلصین آپ پیدا کر سکتے ہیں ان مخلصین کی ضروریات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضرور توفیق بخشی ہے۔ پس اگر وہ ضروریات پوری نہ ہوں اور باہر سے مدد کی ضرورت پیش آئے تو یہ تکلیف دہ صورت اُبھرتی ہے کہ ہندوستان کی جماعتیں اپنے فرائض کو پورا ادا نہیں کر رہیں۔ پس میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے حالات کا جائزہ لیں۔ آپ میں سے وہ خوش نصیب جن کو خدا تعالیٰ نے کثرت سے دولت عطا فرمائی ہے اور ایسے ضرور ہیں وہ یہ جائزہ لیں کہ کیا وہ اس نسبت سے جس نسبت سے اللہ نے ان پر فضل فرمایا ہے۔ خدا کے حضور مالی قربانی میں لبیک کہتے ہیں کہ نہیں۔ یہ خیال کہ جماعت کے عہدیداران کو کیا پتہ کہ ہمارے پاس کیا ہے۔ ہمیں کتنا ملتا ہے۔ یہ ایک بے تعلق اور بے معنی خیال ہے۔ جماعت کے عہدیداران کو خوش کرنے کے لئے تو آپ نے دینا ہی نہیں ہے جس کے حضور پیش کرتے ہیں اُسے سب کچھ پتہ ہے کیونکہ دینے والا ہاتھ وہ ہے۔ عطا کرنے والے کو کیسے آپ دھوکہ دے سکتے ہیں جس نے خود آپ کو کچھ دیا ہو آپ کیسے یہ سوچ سکتے ہیں کہ اسے آپ کے حالات کا علم نہیں ہے۔ پس ان عُذر کے قصّوں کو بُھلا دیجئے۔ چھوڑ دیں ان باتوں کو کہ آپ کے اُوپر کتنی ذمّہ داری ہے اور مالی لحاظ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ اچھے ہیں لیکن عملاً یہ حال نہیں ہے۔

خدا کئی گنا لوٹاتا ہے

اس قسم کی باتیں عموماً کم چندہ دینے والے کیا کرتے ہیں۔ ان کو بُھلا دیجئے اور یہ بات دیکھئے کہ جس خدا نے آپ کو عطا کیا ہے اگر اس کی محبت اور پیار کے اظہار کے لئے آپ اس کے حضور کچھ پیش کرتے ہیں تو وہ اُسے رکھ نہیں لے گا وہ اُسے واپس لوٹائے گا اور دہ چند کر کے واپس لوٹائے گا اور دس گنا زیادہ کر کے واپس لوٹانا اس نے اپنے اُوپر فرض کر لیا ہے۔ وہ کیسے یہ کام کرتا ہے ہم ان اسرار کو نہیں جانتے مگر روزمرّہ کی زندگی میں ان کاموں کو ہوتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اخلاص کے اعلیٰ معیار پر قائم ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی حد قائم نہیں فرمائی۔ فرمایا۔ پھر جسے وہ چاہے اسے جتنا چاہے بڑھا کر دیتا چلا جائے اس کی کوئی حد نہیں ہے تو پہلے تو یہ دیکھیں کہ خدا کے معاملہ میں کنجوسی کرنا کوئی عقل کا سودا ہے کوئی نفع کا سودا ہے یا گھاٹے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی حلیم ہے اور ضروری نہیں کہ ہر کنجوسی کرنے والے کو اس کی کنجوسی کی فوراً سزا دے۔ وہ مستغنی بھی ہے۔ وہ بعض دفعہ پرواہ بھی نہیں کرتا اور خصوصاً ان لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا جن سے توقعات نہ ہوں۔ پس خدا کی طرف سے اس معاملہ میں پکڑ کا آنا۔ ایک خطرناک علامت ہے۔ میرا ساری زندگی کا تجربہ یہ ہے کہ نیک لوگوں پر غفلت کے نتیجہ میں احساس دلانے والی پکڑ ضرور جلدی آیا کرتی ہے۔ خدا کی پکڑ کی صرف ایک ہی قسم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عقوبت کی بھی اور پکڑ کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض دفعہ پکڑ ایسی ہوتی ہے جو صرف احساس دلانے کے لئے ہوتی ہے کہ ہیں ہیں! تم سے یہ توقع نہیں تھی۔ یہ کام نہیں کرنا ورنہ میں غالب ہوں۔ مجھ سے بھاگ کر تم الگ نہیں جا سکتے۔ یہ ایک ایسی پکڑ ہے جسے (صاحبِ ایمان) اور مخلص (صاحبِ ایمان) ہی جانتا ہے غیروں کو اندازہ ہی نہیں کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔ اس کا نام ابتلاء نہیں ہے۔ اس کا نام سوائے محبت کی دُنیا کے کسی اور دُنیا کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک ماں جو اپنے بیٹے سے محبت رکھتی ہے اور اعلیٰ توقع رکھتی ہے جب وہ غفلت کرتا ہے تو ضروری نہیں کہ اُسے سزا دے لیکن اس کی آنکھ میں ہلکی سی جو مایوسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر ہوتی ہے وہی اس پیارے بچے کے لئے سزا بن جاتی ہے۔ اگر نسبتاً کم لطیف مزاج کا بچہ ہو تو اس کے لئے اظہارِ ناراضگی یا اظہارِ مایوسی ذرا اور رنگ میں ظاہر ہوگا۔ نسبتاً زیادہ کھل کر ظاہر ہوگا مگر وہ بھی عام دنیاوی معنوں میں عقوبت یا سزا نہیں کہلاتی۔ وہ محض ایک یاددہانی ہے۔ پس میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ (ایمان والوں) کو جن سے توقعات رکھتا ہے جن کو آگے بڑھانا چاہتا ہے ان کی بعض ایسی غفلتوں پر ضرور پکڑتا ہے اور جلدی پکڑتا ہے اور اس پکڑ کا نتیجہ ان کی اصلاح ہوتی ہے اور ان کے اور خدا کے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ وہ کچھ تجربے کے بعد جان لیتے ہیں، خوب اچھی طرح پہچان لیتے ہیں کہ خدا سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ جہاں ہم نے غلطی کی ہم اپنی غلطی میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم اپنے غلط مقصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ پس وہ خوش نصیب ہیں جو غفلت کے نتیجہ میں ان معنوں میں پکڑے جاتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے حال پر راضی ہو جائیں، جن کی تجوریاں بھرتی رہیں، جن کے رزقوں میں ترقی ہوتی چلی جائے وہ یہ سمجھنے لگیں کہ خدا ہم سے تو راضی ہے، اگر ہم اس کے حضور پیش کرنے میں کمی بھی دکھاتے ہیں تو اس نے کبھی بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ یہ بہت بڑی بیوقوفی ہے۔ خدا مستغنی ہے۔ وہ عطا کرنے والا ہے۔ ایسے موقع پر اس کی ناراضگی کا ظاہری اظہار کوئی نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص اتنا دور چلا جائے کہ وہ دین کا دشمن ہو پھر بعض دفعہ اس کو دنیا میں عبرت کا نشان بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہ تو بہت ہی بعید کی بات ہے۔ میں کسی احمدی کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ (اللہ پناہ دے) اس حال کو پہنچ جائے۔ پس وہ لوگ جن کو خدا نے زیادہ دیا ہے خواہ وہ کسی بھی صوبے سے تعلق رکھتے ہوں۔ خواہ ان تک مال کے انسپکٹر ان کی آواز پہنچتی ہو یا نہیں یا مرکز کے ناظران کے خطوط پہنچتے ہوں یا نہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا جانتا ہے اور خواہ آپ ظاہری قربانی کریں، اعلانیہ قربانی کریں یا مخفی قربانی کریں خدا کے علم میں ہے کہ کون میرا بندہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ میرے پیار کے نتیجہ میں وہ میرے حضور کچھ پیش کرتا رہتا ہے، اس علم کو آپ اپنے کانشس دماغ میں اگر محسوس کریں یعنی باشعور طور پر ہر قربانی کرتے وال قربانی کرتے وقت یہ جانتا ہو کہ میرے مولا کی مجھ پر نظر ہے تو اس کی قربانی کا معیار یک دفعہ بدل جائے گا۔ اس میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا کیونکہ وہ شخص جیسے کوئی دیکھ رہا ہو اور خصوصاً وہ دیکھنے والا ہو جو اس سے بلند توقعات رکھتا ہو۔ جس کا اس شخص کے دل میں احترام ہو جسے دیکھا جا رہا ہے تو اس وقت اس کا ردِّ عمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اس کی ادائیں بدل جاتی ہیں۔ بچے دیکھا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے جن کی عزت کرتے ہیں کتنے مہذب اور بن ٹھن کر تیار بیٹھے ہوتے ہیں۔ گفتگو کا سلیقہ بھی بالکل مختلف۔ لیکن ادھر استاد کمرے سے باہر نکلا یا ماں چلی گئی تو اچانک شور شرابہ برپا ہو جاتا ہے۔ دیکھنے کا جو مضمون ہے یہ ایک بہت ہی اہم مضمون ہے اسے سمجھے بغیر اخلاص میں سچی ترقی ہو نہیں سکتی۔ پس حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اپنے ایک بہت ہی پاکیزہ اور عظیم الشان کے کلام میں بار بار جو یہ فرمایا کہ "سبحان من یّرانی" تو اس میں صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا میری نگہداشت کر رہا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ میں ہر آن اس کے سامنے کھلا پڑا ہوں۔ میری زندگی کا کوئی شعبہ بھی اس کی نظر سے اوجھل نہیں ہے، چھپا ہوا نہیں ہے میں کیسے غلطی کر سکتا ہوں۔ مجھے تو توفیق ہی نہیں ہے۔ میں تو ہر وقت دھوپ میں بیٹھا رہتا ہوں۔ میرا زندگی کا کوئی حصہ چھپا ہوا، مخفی، پُراسرار نہیں ہے۔ ہر وقت میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ پس ان معنوں میں جب خدا دیکھتا ہے تو انسان کے طرزِ عمل میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں پھر دوسرے معنے میں بھی دیکھتا ہے یعنی ہر وقت اس کی پیار کی نظر اپنے ایسے بندے پر رہتی ہے، نگہداشت کی نظر اس پر رہتی ہے اور اس کے دشمن اس پر وار نہیں کر سکتے مگر خدا کی حفاظت ان کے واروں کو ناکام اور نامراد کر دیتی ہے۔ یہ نگہداشت کی نظر اس پہلی نظر کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی کوکھ سے پھوٹتی ہے اور لوگ اس مضمون کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں کتنی سعادتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پس اس کا تجربہ ہر جماعت کا چندہ دینے والا اپنے روزمرہ کے چندوں میں کر کے دیکھے تو وہ محسوس کرے گا کہ مالی قربانی سے اسے نئی عظمتیں اور نئی رفعتیں نصیب ہو رہی ہیں اور خدا سے اس کا تعلق دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ پس ایسی مالی قربانی نہ کریں جس کے نتیجہ میں خدا سے تعلق کم ہو۔ ایسی مالی قربانی کریں جس کے نتیجہ میں آپ خدا کے پیارے بنتے چلے جائیں اور وہ آپ کا نگہدار ہو جائے۔ آپ کی ہر ضرورت کا کفیل ہو جائے۔ وہ اپنے ذمہ یہ لے کہ اس بندے کی ہر ضرورت میں پوری کروں گا کیونکہ اس نے میری خاطر اپنی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے میرے حضور کچھ مالی قربانی پیش کی ہے۔ خدا سے زیادہ شکر گزار اور کوئی نہیں ہے اسی لئے اس کا نام شکور رکھا گیا ہے حالانکہ اگر آپ گہرائی سے دیکھیں تو شکر کے مضمون کا خدا پر اطلاق ہو ہی نہیں سکتا اور ظاہری نظر سے ہم اس معاملہ پر غور نہیں کرتے۔ شکر تو اس کا ادا کیا جاتا ہے جس نے کوئی احسان کیا ہو۔ خدا پر تو کوئی احسان ہو نہیں سکتا۔ جو کچھ ہے اس نے عطا کیا ہے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں ؏

سب کچھ تری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

پھر وہ "شکور" کیوں ہے۔ "شکور" ایک محسن کے طور پر ہے۔ اس کا شکر بھی احسان کی ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی قسم ہے۔ اس شکر کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ اپنے بندے پر احسان فرماتا ہے کہ اُسے اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے اور پاک جذبوں سے خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔ پھر شکر کے ساتھ اُسے قبول فرماتا ہے اور اس کی ضروریات کا کفیل بننا اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔

محبت اور اخلاص سے اللہ کا پیار حاصل کریں

خدا تعالیٰ کے "شکور" ہونے کا یہ جو مضمون ہے یہ اتنا لطیف ہے کہ اس پر آپ جتنا غور کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی محبت آپ کے دل میں اچھلتی چلی جائے گی۔ پس چندے دیں تو اس ادا سے دیں کہ ہر چندہ آپ کے طرزِ فکر کو خدا کی محبت کی سمت رواں کر دے۔ آپ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات کے مضمون پر مزید غور کیا کریں اور آپ کی مالی قربانی آپ کو وہ کچھ عطا کر جائے جسے دنیا کی ساری دولتیں بھی خرید نہ سکتی ہوں۔ ایک شخص چند کوڑی خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے، ایک ہے جو چند لاکھ پیش کر دیتا ہے لیکن خدا تو نہ چند کوڑی میں خریدا جا سکتا ہے نہ چند لاکھ میں خریدا جا سکتا ہے۔ تمام دنیا کی دولتیں خود اسی نے عطا کر رکھی ہیں۔ ساری دنیا کی دولتیں بھی اس کے حضور پیش کر دیں تو خدا خریدا نہیں جا سکتا مگر یوسف تو سُوت کی ایک اَٹی پر بک گیا اور آج تک دنیا اس کے قصے سناتی ہے۔ لیکن یوسف کو خدا سے کیا نسبت ہے۔ خدا تو ایک اَٹی سے کم رزق کے ایک دانے پر بھی بکنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ اگر وہ محبت اور خلوص کے ساتھ اس کے حضور پیش کیا جائے تو اپنی عظیم پُر رفعت قربانیوں کو اس طرح ضائع نہ کریں۔ جب خدا کے نام پر آپ سے مانگا جائے تو خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے حالات پر غور کر کے اس سے تعلق بڑھانے کے لئے، اُس سے پیار کے رشتے قائم کرنے کے لئے پیش کیا کریں پھر دیکھیں آپ کی تنگ دستیاں بھی دور ہونی شروع ہو جائیں گی اور آپ کے رزق میں غیر معمولی وسعت ملے گی۔ اور ایسی وسعت نہیں ملے گی جو آپ کے لئے ابتلاء لے کر آئے۔ ایسی وسعت ملے گی جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بدلیاں آپ کے لئے اٹھا لائے گی اور آپ ہمیشہ خدا کی رحمت کے سائبان تلے رہیں گے۔ آپ پر خدا کی رحمتیں برسا کریں گی۔ آپ کی مصیبتیں کم ہوتی چلی جائیں گی۔ آپ کی راحت کے سامان بڑھتے چلے جائیں گے اور کچھ عرصہ کے بعد آپ اپنے آپ کو ایک محفوظ انسان سمجھیں گے۔ جہاں بھی رہیں گے وہ آپ کے لئے دارالامان ہوگا۔ قادیان دارالامان میں آپ کے لئے ایک یہ بھی پیغام ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ان قربانیوں اور قربانیوں کی ان اداؤں کے ساتھ اپنے گھر ایک دارالامان خدا سے طلب فرمایا یعنی زبانِ حال سے اور اللہ تعالیٰ نے اس دارالامان کو پہلے "الدار" کی صورت میں عطا فرمایا، پھر اس کا درجہ بڑھاتا چلا گیا یہاں تک کہ یہ وعدہ فرمایا کہ جو تیرا رُوحانی فرزند ہے، تجھ سے رُوحانی تعلق بھی رکھتا ہے وہ بھی تیرے گھر کی امان میں ہے۔ پس قادیان کی امان کو آپ سارے ہندوستان پر پھیلا سکتے ہیں۔ یہ امان ایسی نہیں جو یہاں جڑ پکڑ کر یہیں کی ہو رہی ہے۔ یہ ایسا پودا ہے جو آپ کے گھروں میں لگ سکتا ہے اور ہر احمدی ہر ایک کو دارالامان بنا سکتا ہے مگر اس کا طریق وہی ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے جب ایسا تعلق قائم کر لیا جائے کہ آپ پیار کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ میں اسی کی خاطر اُٹھتے بیٹھتے اور قربانیاں کرتے ہوں، محض رسمی طور پر نہیں، محض ظاہری اطاعت کے طور پر نہیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امان دی جاتی ہے۔ ہر قسم کے مصائب سے امان دی جاتی ہے۔ ہر قسم کی مشکلات سے امان دی جاتی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کا ایک پیار کرنے والا، آپ کی نگہداشت کرنے والا ایک موجود ہے۔ ہمیشہ وہ آپ کے سر پر کھڑا ہے اور آپ کا ساتھ دینے والا ہے حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسا خدا کا ہو جائے وہ جب سوتا ہے تو خدا اُس کے لئے جاگتا ہے۔ جب اسے خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس کا دشمن اُس کے لئے کیا تیاری کر رہا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے دشمن کی شرارتوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کے توڑ کے منصوبے بنا رہا ہوتا ہے اور دشمن کے ہر وار کو اس کے پڑنے سے پہلے ہی معطل اور ناکام کر دیتا ہے۔ پس اس خدا سے ہم نے تعلق باندھا ہے۔ اسی خدا سے اپنے تعلق کو استوار کرنا ہے۔

وقفِ جدید کے سلسلہ میں بھی اور دیگر چندوں کے سلسلہ میں بھی میں ہندوستان کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ باہر کی دنیا کے لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں بہت آگے نکل چکے ہیں اور بڑی تیزی سے آگے نکل رہے ہیں۔ اس لئے آپ اپنے پہلے اعزاز کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ وہ جھنڈا جو خدا تے خود آپ کے ہاتھ میں تھمایا تھا یعنی عظیم مالی قربانیوں کا جھنڈا، اُسے اپنے سینے سے چمٹا رکھیں۔ اُسے بلند رکھیں اور اگرچہ سب آپ کے بھائی ہیں۔ اُن سے حسد اور رقابت کوئی نہیں مگر نیکیوں میں خدا تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ پس اس رُوحانی رقابت کو تو بہرحال آپ کو محسوس کرنا ہوگا۔ یہ عہد کریں اور یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دن جلد آئیں جب نہ صرف یہ کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں بلکہ از سرِ نو ساری دُنیا کی ضرورتیں پُوری کرنے کے لئے آپ خدا کے حضور مالی قربانیاں کرنی شروع کر دیں اور ایک دفعہ پھر آپ کا سر اُس فخر کے ساتھ بلند ہو جو عجز اور شکر کا جذبہ اپنے اندر رکھتا ہے کہ (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ پھر تمام تعریف اللہ کے لئے ہے) اپنی توفیق سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں یہ توفیق ملی ہے کہ (حضرت بانیٔ سلسلہ) نے قربانی کے جو اسلوب اور قربانی کی جو ادائیں ہمیں سکھائی تھیں از سرِ نو ہم نے اُن کو اپنا لیا ہے۔ اب اس پہلے سے ہم دُنیا کے حسین ترین وجود بن کے اُبھر رہے ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور جلد تر آپ کو اس کی توفیق ملے۔

جماعتوں کی طرف سے قربانیوں کے مقابلے کی جو فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ دوسروں کو تحریک ہو وہ تو بہت لمبی ہے صرف دو باتیں کر کے اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ پہلے تو پاکستان اور ہندوستان کو چھوڑ کر دُنیا کے دیگر ممالک میں جو پہلے دس ملک ہیں ان کا ترتیب وار اعلان کرنا چاہتا ہوں تاکہ جو ملک خدا کے فضل سے اس مقابلے میں نمایاں حیثیت حاصل کر سکے ہیں ان کو طمانیت نصیب ہو اور وہ ملک جو اُن سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو کہ ہم بھی آگے بڑھیں اور ان کا مقابلہ کریں۔ اس لئے میں وہ فہرست پڑھ کر آپ کو سُناتا ہوں۔

عالمی سطح پر وقفِ جدید کی مجموعی قربانی

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ پہلی تحریک پر بیرونِ ہند و پاکستان اور بیرونِ بنگلہ دیش ممالک نے جو مالی قربانی وقفِ جدید کے لئے پیش کی تھی وہ چند ہزار کی تھی لیکن ۹۱ء میں جو وقفِ جدید کے لحاظ سے آج ختم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر ایک لاکھ پانچ ہزار ۹۶۳ پاؤنڈ بن چکی ہے اور اس کو اگر روپوں میں ڈھالا جائے اور ہندوستان اور پاکستان کی مالی قربانی کو بھی روپوں کے ایک ہی معیار پر اکٹھا کر دیا جائے تو یہ پہلا سال ہے کہ خدا کے فضل سے وقفِ جدید کی سالانہ آمد ایک کروڑ روپے ہو چکی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی عظیم احسان ہے اور یہ حسنِ اتفاق بھی اسی سال کو نصیب ہوا ہے۔

دوسری بات اوّل اور دوم کے لحاظ سے یہ ہے کہ ساری دُنیا پر جرمنی کی جماعت وقفِ جدید کی مالی قربانی میں سبقت لے جا چکی ہے اور پچھلے سال بھی خدا کے فضل سے انہوں نے اس سبقت کو قائم رکھا تھا اور اس سال بھی باوجود اس کے کہ بعض دیگر رشک رکھنے والے لوگوں نے زور بھی مارے مگر جرمنی نے ان کو آگے نہیں نکلنے دیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ وعدہ تو ۲۴ ہزار ۶۴۸ سٹرلنگ پاؤنڈز کا تھا لیکن ادائیگی ۳۲ ہزار ۶۴۶ کی ہے۔ خدا کے فضل سے وعدوں سے بہت بڑھ کر انہوں نے ادائیگی کی توفیق پائی اور یہ بھی خدا کا ایک خاص اعزاز ہے۔ امریکہ نمبر ۲ ہے۔ ۲۱ ہزار ۴۷ (۲۱۰۴۷) ادائیگی ہے لیکن وعدے سے کچھ پیچھے رہا ہے۔ پس دونوں لحاظ سے یہ جرمنی سے پیچھے ہے۔ کینیڈا نمبر ۳ ہے جس کی ۱۳ ہزار ۲۷۷ پاؤنڈ کی ادائیگی ہے اور اللہ کے فضل سے وعدے سے کچھ زیادہ دیا ہے۔ برطانیہ نمبر ۴ ہے۔ ۱۲،۵۰۰ کے وعدے کے مقابل پر ۱۳،۰۵۱ پیش کیا۔ اس کے بعد انڈونیشیا، جاپان، ناروے، ماریشس، ہالینڈ اور بنگلہ دیش آتے ہیں۔ جاپان کو دنیا میں ایک خصوصیت حاصل ہے جو وہ آج بھی برقرار رکھے ہوئے ہے اور مالی قربانی کے ہر شعبہ میں اُسے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ فی چندہ دہندہ (اُس کے حساب سے) جاپان ساری دُنیا میں سب سے زیادہ اور سب سے آگے ہے اور اتنا نمایاں آگے ہے کہ کسی اَور ملک کو ابھی مستقبل قریب میں بظاہر یہ توفیق نہیں ملے گی کہ وہ اس کو پکڑ سکے۔ جاپان کا جو میں نے جائزہ لیا تھا، تو اس سے پتہ چلتا تھا کہ فی کس مالی قربانی میں بعض ممالک سے تقریباً ۳ گنا زیادہ، بعض ممالک سے ۴ گنا زیادہ یعنی بہت ہی آگے ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یعنی اہلِ ہندوستان کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ نہ صرف وقفِ جدید کے میدان میں بلکہ دیگر سب میدانوں میں بھی مالی قربانی میں بھی پُورے جوش اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لُطف اُٹھائیں اور اللہ آپ کے اموال میں بھی اس کے نتیجہ میں بہت ہی برکت دے اور آپ کی مالی کمزوریاں دُور فرمائے اور جہاں تک زندگیاں پیش کرنے کا تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو یہ بھی توفیق عطا فرمائے کہ آپ اپنے مُلک کی ضرورتیں خود پوری کر سکیں۔ اس توقع کے بعد کہ ہندوستان میری آواز پر اسی طرح نمایاں شان سے لبیک کہے گا جس طرح آج کا جلسہ ایک نمایاں شان رکھتا ہے۔ اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔"

روایتی زیورات
جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
فون دکان ۶۴۹ ـــ رہائش ۷۱۷
اقصیٰ روڈ ربوہ

معیاری ڈش انٹینا
۴، ۶، ۱۲ کی ڈشوں کی مکمل ورائٹی
ٹی وی پوائنٹ فیصل آباد
کوتوالی روڈ۔ فون ۳۰۸۰۶ ، ۶۱۰۱۷۸
ڈم ڈم ٹی وی ہاؤس
نزد ہائی وے پل سرگودھا

مرض اٹھراء کی شکار • نرینہ اولاد سے محروم • دکھی عورتوں کے لئے
دواخانہ محافظ صحت
کوٹ نہال سنگھ مین سٹریٹ ۲ پر ملیں
المشہور: حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان سند یافتہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر
زنانہ و مردانہ پیچیدہ و پوشیدہ امراض کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
خط و کتابت: حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان • گول چوک اوکاڑہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل کیا اُداس ہے کہ فضائیں اُداس ہیں
وارفتگی کے رنگ عجب غم شناس ہیں

اس طرح سے گئے کہ ہم آہٹ نہ پا سکے
دُوری پہ بھی سمجھتے رہے ہم کہ پاس ہیں

سانسوں پہ اعتماد کا احساس ہی غلط
سچ پوچھیے تو مرگ و فنا کی اساس ہیں

آنسو ہیں دل کے درد کی پگھلی ہوئی نمود
رُوحِ وفا پرست کا ذوقِ سپاس ہیں

مولا! لگا غموں کو مسرّت کی سان پر
ایمان کا عیار جو امید و یاس ہیں

جو رُوح جا چکی ہے اسے قرب سے نواز
ایسے تمام لوگ ترے آس پاس ہیں

وصفِ کمالِ صبر عطا کر امام کو
سب زاویئے نگاہ کے اُنکو تو راس ہیں

شائد یہ امتحاں ہے کہ کہتے ہیں لوگ کیا
لوگوں کی ساری باتیں گمان و قیاس ہیں

جو لوگ خوش جیئے، گئے خوش اِس جہان سے
مرکز ہیں وہ اُمید کا، ہر دل کی آس ہیں

سب رہ گئے نسیم دلوں کو مسوس کر
سب لوگ غمزدہ ہیں۔ سبھی لوگ اُداس ہیں

نسیم سیفی

بُلانے والا ہے سب سے پیارا

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات پر

یہ کیا ہُوا ہے غمِ محبّت کا تیر دل میں اُتر گیا ہے
مسافر اِک میرے شہر کا تھا، جو دشتِ غربت میں مرگیا ہے

رہِ وفا میں قدم قدم چل رہا تھا ساتھ اپنے راہبر کے
وہ تھام کر ہاتھ اُس کا دُشوار راستوں سے گذر گیا ہے

مِرے امام آج یاد کر کے تجھے، مَیں بیچارگی پہ اپنی
کچھ ایسے رویا کہ جیسے شیرازہ زندگی کا بکھر گیا ہے

محبّتوں کا اگرچہ ہے کارواں رواں ساتھ تیرے
مگر جو اِک زندگی کا ساتھی قریب تر تھا کِدھر گیا ہے

وہ گھر کی رونق، وہ گھر کی مالک، وہ گھر کی دنیا، وہ گھر کی شاہی
اُداس اُداس آج سارا گھر ہے، یہ کون بیرونِ در گیا ہے

"بُلانے والا ہے سب سے پیارا" اگرچہ یہ بات بھی بجا ہے
ہجومِ اشک ایک اُسکی خاطر شبانہ روز عرش پر گیا ہے

محبّتوں کی رفاقتیں عارضی ہیں، لیکن یہ بات کیا ہے
کہ ٹوٹنا ان رفاقتوں کا دلوں کو ویران کر گیا ہے

بظاہر اِک بے بہا امانت سپرد تیرے ہوئی ہے لیکن
مری نظر میں تو خاکِ لندن! ترا مقدّر سنور گیا ہے

مِرے امام! آج خونِ دل کی حکائتیں ہوں رقم تو کیسے
کہ جذبۂ دل تو حرف و معنی کی سرحدوں سے گذر گیا ہے

ہرے ابھی اُسکے دل کے تھے زخم، حالِ ناہیدؔ کا نہ پوچھو
کِسے خبر وہ کِدھر سے آیا، کِدھر وہ آشفتہ سر گیا ہے

عبدالمنان ناہیدؔ

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانت مت نکلوایئے
دانت اچھے تو صحت اچھی

دانت درد کا فوری علاج ۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنے اور مسوڑھوں سے خون آنے کا علاج کیا جاتا ہے

ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں ۔ دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں ۔

شریف ڈینٹل کلینک
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ فون : ۵۴۳

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۱۶ روپے ۔ بڑی شیشی ۴۸ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
مکمل کورس ۱۵۰/- روپے
زد جام عشق خاص
چار صد اسّی (۴۸۰) روپے
ناصر دواخانہ ربوہ فون ۴۲۴

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ
قائم شدہ ۱۹۷۸ء
پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ فون نمبر ۵۹۲
داخلہ جاری ہے
ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ۔ الیکٹریشن ۔ داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک ۔ مدت کورس ۶ ماہ (۳۰۰ گھنٹے)
امتحان حکومت لینی ہے اور وہی سند جاری کرتی ہے
امتحانات کے بعد بیکار نہ رہیئے ہنر سیکھیے

تریاق اٹھرا
اٹھرا کے کامیاب علاج کیلئے فی کورس ۷۵/- روپے
نورِ نظر مشہور عالم گولیاں
اولادِ نرینہ کے لئے ۔ فی کورس ۵۰۰/- روپے
زد جامِ عشق نمبر ۱
مکمل کورس ۶۰ گولی ۔ فی کورس ۶۰۰/- روپے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون دواخانہ : ۵۳۸ فون گھر ۳۳۸

لنڈن اور جرمنی سے مزید تجربہ حاصل کرنے کے بعد واپسی
پرانے تجربہ کار ربوہ والے
بشیر ڈینٹل کلینک
پرانا اڈہ لاریاں نزد صدر چونگی چنیوٹ
فون کلینک : 9450
کوڈ چنیوٹ : 00466
دانت نکالنا کوئی علاج نہیں دانت درد کے فوری کامیاب علاج کیلئے تشریف لائیں ۔ مصنوعی دانت جدید طریقہ سے بغیر تار بغیر پلیٹ فکس کیے جاتے ہیں ۔ گارنٹی شدہ فل سیٹ بغیر تالو لگوانے کیلئے تشریف لائیں ۔ ٹیڑھے بدصورت دانت سیدھے کیے جاتے ہیں

حنیف
ہومیوپیتھک کلینک
۸۴ ۔ بنک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
کے یکم فروری ۱۹۹۲ء سے اوقاتِ کار درج ذیل ہوں گے :۔
ہر روز صبح ۹½ بجے سے ۱۲½ بجے تک
ہر شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
صرف ہر جمعہ کے دن دواخانہ بند رہا کرے گا ۔
خاکسار ایچ ڈاکٹر محمد حنیف آف کوئٹہ

پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
فون ۵۵۰/۶۴۳
عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب

بچوں کی جملہ امراض کے شافی علاج کے لئے
النصرت چلڈرن کلینک
ریلوے روڈ ۔ ربوہ

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز ۔ پوٹینسیاں اور بایوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں ، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں ۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۶۰۶ ، ۷۷۱

قدیمی اوّلین مشہرہ آفاق
حبّ اٹھرا
سو گولی تیس روپے ۔ مکمل کورس ۱۲۰/- روپے
نیران
نرینہ اولاد کی مشہور دوا ۱۲۰/- روپے
زد جام عشق
تیس گولی ـــــ ۹۰/- روپے
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

ضرورت ہے
۱ ۔ ایک عدد مینجر عمر تقریباً ۵۰ سال میٹرک
۲ ۔ ایک عدد سیلزمین ۔ نوجوان
۳ ۔ ایک ڈرائیور عمر تقریباً ۵۰ سال
تنخواہ حسب قابلیت
درخواستیں صدر یا امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ
ملک عبدالحفیظ ، لبرٹی لمیس گلبرگ پلازا دوکان نمبر ۴۸ فرسٹ فلور لبرٹی مارکیٹ لاہور
فون ۸۷۸۰۹۴ گھر ۴۸۸۱۹۰

قدیمی اوّلین مشہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ ۔ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں
کراچی : فون : ۴۱۳۲۵۱
لاہور : 1-D-3 گلشن راوی
ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ۔
منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
رحیم یار خان : فون : ۷۹۹۴
ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ ہے ۔ مرض اور پیچیدہ امراض کی صحیح تشخیص اور علاج نسخہ جات جرمن ادویات سے تیار شدہ ۔ لیڈی پریکٹیشنر اور پردہ کا اعلیٰ انتظام ۔ بلڈ پریشر چیک کرنے کا بہترین آلہ و فوری علاج ۔ شوگر کے مریضوں کا ٹیسٹ و علاج سائنٹفک طریقہ سے ۔
مجاہد ہومیوپیتھک کلینک و سٹور
ساہیوال روڈ ۔ ربوہ

آنکھوں کے مریضوں کیلئے اطلاع
موسم گرما کے اوقات مشورہ ۱۵ اپریل سے مندرجہ ذیل ہوں گے ۔
صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک
شام ۵½ سے ۷½ بجے تک
جمعرات ۔ جمعہ کو تعطیل ہو گی ـــ
بریگیڈیئر مرزا مبشر احمد
امتیاز سرجیکل کلینک
فون : ۳۰۱۴۴۵ ڈیوس روڈ ۔ لاہور